کیا صدر یلسن کے دوبارہ انتخاب سے روس کے اقتصادی و سیاسی مسائل حل ہوجائیں گے؟

آثار و قرائن، رائے عامہ کی تجزیاتی رپورٹیں اور مقامی و بین الاقوامی سیاسی تجزیہ نگاروں کی تحریریں اس قوی امکان پر دلالت کرتی ہیں کہ بورس یلسن ایک بار پھر روس کے صدر منتخب ہوجائیں گے۔ روسی صدارتی انتخاب کے پہلے مرحلے سے ۶ ماہ قبل انھیں صرف ۱۰ فیصد رائے دہندگان کی حمایت حاصل تھی۔ بورس یلسن جمہوریت نواز اور اصلاحات پسند روسی رہنما کی حیثیت سے مغرب اور امریکہ کے لیے زیادہ قابل قبول تھے۔ دوسری طرف ان کے حریف جنادی زیوگانوف کمیونزم اور سوویت یونین کے احیاء پر مبنی پروگرام کی بات کرتے تھے جسے مغرب اور امریکہ میں خطرے کی گھنٹی سمجھا گیا۔ چنانچہ امریکہ اور یورپ نے بورس یلسن کو دوسری بار روس کا صدر منتخب کرانے کے لیے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیے۔ مغربی میڈیا صدر یلسن کی مدح سرائی کرنے لگا۔ مغرب کے سیاسی تجزیہ نگار انہیں روسی قوم کا نجات دہندہ کے طور پر پیش کرنے میں اپنی توانائیاں صرف کرتے دکھائی دینے لگے۔ کمیونسٹوں کے برسراقتدار آنے کی صورت میں خانہ جنگی کا ہوّا کھڑا کیا گیا۔ روسی عوام کو متنبہ کیا گیا کہ اگر بورس یلسن انتخابات میں ناکام ہوگئے تو روس میں جمہوریت، آزادی اور اصلاحات کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔

روس کی ابتر معاشی صورت حال کو سنبھالا دینے اور پبلک سیکٹر کے ملازمین کو واجب الادا تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے یورپی ممالک اور امریکی امداد بورس یلسن کی سیاسی ساکھ میں کافی حد تک اضافہ کا موجب بنی۔ جس کے نتیجے میں بورس یلسن کو صدارتی انتخاب کے پہلے مرحلے میں اپنے کمیونسٹ حریف جنادی زیوگانوف پر معمولی برتری حاصل ہوگئی۔ صدر یلسن نے اس مرحلے میں ۳۴٫۸۲ فیصد جبکہ جنادی زیوگانوف نے ۳۲٫۱۳ فیصد ووٹ حاصل کیے۔ تیسرے نمبر پر جنرل الیگزنڈر لیبد رہے۔ انہوں نے ۱۴٫۱۷ فیصد ووٹ حاصل کیے۔ پہلے مرحلے میں چونکہ کوئی بھی امیدوار ۵۰ فیصد ووٹ حاصل نہ کرسکا۔ اس لیے پہلے اور دوسرے نمبر پر آنے والے امیدواروں کے درمیان دوسرا فیصلہ کن انتخابی معرکہ ۳ جولائی کو ہونا قرار پایا ہے۔ صدارتی انتخاب کے اس دوسرے مرحلے میں

ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے صدر یلسن اور ان کے حریف جنادی زیوگانوف میں پہلے مرحلے کے دیگر صدارتی امیدواروں کے حامیوں کے ووٹ حاصل کرنے کی دوڑ شروع ہو گئی ہے۔ اس سلسلہ میں تیسرے اور چوتھے نمبر پر آنے والے امیدوار الیگزنڈر لیبد اور گریگوری یاولنسکی کے حامی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

صدر یلسن اور زیوگانوف ان دونوں امیدواروں کے ووٹروں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ان سے اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں۔ صدر یلسن کے قومی سلامتی کے مشیر یوری باٹورین پر امید ہیں کہ جنرل لیبد کو صدر یلسن کے entourage میں شامل کرنے کے نتیجے میں صدر یلسن کی جیت کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کہا ہے "دوسرا مرحلہ اتحاد کا ہوگا"۔ اگرچہ الیگزنڈر لیبد نے کمیونسٹوں کے ساتھ اتحاد کو خارج از امکان قرار دے دیا ہے تاہم صدر یلسن کے کمیونسٹ حریف جنادی زیوگانوف انہیں اپنے ساتھ ملانے کے لیے پُرامید تھے۔ زیوگانوف کی امیدوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب صدر یلسن نے پاول گراچیف کو برطرف کر کے جنرل لیبد کو قومی سلامتی کے لیے اپنا مشیر مقرر کرنے کے احکامات جاری کیے۔ انہیں طاقتور سیکورٹی کونسل کی سربراہی کے فرائض بھی سونپے گئے۔ وہ دفاع اور فوجی نوعیت کے اہم امور میں صدر یلسن کے مشیر کے فرائض بھی انجام دیں گے۔ بظاہر صدر یلسن کے اس اقدام کا مقصد صدارتی انتخاب کے دوسرے مرحلے کے دوران جنرل لیبد کے ووٹروں کی حمایت حاصل کرنا ہے۔ تاہم سیاسی تجزیہ نگاروں کی رائے میں یہ بات یقینی نہیں ہے کہ الیگزنڈر لیبد جو کسی سیاسی پارٹی کے سربراہ بھی نہیں ہیں اپنے حامیوں کے ووٹ صدر یلسن کو دلوانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ کمیونسٹ رہنما جنادی زیوگانوف پر امید ہیں کہ جنرل لیبد کے حامی انتخاب کے دوسرے مرحلے میں صدر یلسن کے بجائے انہیں ووٹ دیں گے۔ صدر یلسن کی طرف سے لیبد کو اپنی حکومت میں شامل کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا: "خواہ کچھ بھی ہو، لیبد کے اکثر ووٹ "قومی محبان وطن بلاک" کی حمایت میں استعمال ہوں گے"۔ انھوں نے کہا: "لیبد کے حامیوں نے ان کے نظریات کی حمایت میں انہیں ووٹ دیے تھے۔ لیبد کے یہ نظریات چونکہ کمیونسٹ پارٹی کے قریب تر ہیں اس لیے ان کے حامی انتخاب کے دوسرے مرحلے میں لازماً ہماری تائید کریں گے"۔

صدر یلسن اور لیبد کے درمیان انتخابی اتحاد یا شراکت اقتدار سے بورس یلسن کی جیت کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔ صدر یلسن کے ساتھیوں کو بھی ان کی فتح یقینی نظر آنے لگی ہے۔ صدر یلسن کی طرف سے جنرل لیبد کو اپنی حکومتی ٹیم میں شامل کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صدر بورس یلسن کے ترجمان سرجئی مڈویڈوف نے کہا "صدر یلسن اور الیگزنڈ لیبد کے اشتراک سے ملک کا سیاسی نقشہ تبدیل ہو گیا ہے"۔

صدر یلسن نے لیبد کی تقرری کے بعد کہا "آج ہم دونوں سیاستدانوں کا پروگرام یکجا ہوگیا ہے"۔ انہوں نے مزید کہا "لیبد کا پروگرام میرے پروگرام کی تقویت کا باعث ہے"۔ بظاہر لگتا ہے کہ یلسن۔ لیبد اشتراک سے صدر یلسن کی پوزیشن کافی مستحکم ہو گئی ہے۔ امکان یہ ہے کہ تین جولائی کو انتخاب کے دوسرے مرحلے میں صدر یلسن پچاس فیصد سے کچھ زیادہ ووٹ حاصل کر کے ایک بار پھر روس کے صدر منتخب ہو جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی کمیونزم اور سرد جنگ کے ازسرِ نو احیاء سے خوفزدہ دنیا کے کئی دارالحکومتوں میں پائی جانے والی اعصاب شکن بے چینی اور اضطراب کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

مگر کیا صدر یلسن کے بطور صدر دوبارہ انتخاب سے روسی عوام کے مسائل حل ہو جائیں گے؟ کیا ان کے دوبارہ منتخب ہونے سے روس کی ابتر اقتصادی صورت حال میں بہتری پیدا ہو جائے گی؟ کیا صدر یلسن اصلاحات کے عمل کو جاری رکھ سکیں گے؟ اس بارے میں قطعیت سے کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ صدر یلسن کو ایک طرف مغرب (اور امریکہ) اور اس کی اقتصادی، دفاعی اور سیاسی تنظیموں سے خوشگوار تعلقات بحال رکھنے کا چیلنج درپیش ہوگا جبکہ دوسری طرف انہیں انتہا پسند کمیونسٹ مخالفین کو قابو میں رکھنے کے لیے انہیں مسلسل مراعات دینے کا عمل جاری رکھنا ہوگا۔ یہ ایک مشکل صورت حال ہو گی جس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مضبوط اعصاب اور زبردست قوت ارادی درکار ہوگی۔ عام حالات میں صدر یلسن جیسے تجربہ کار سیاست دان کے لیے اس پیچیدہ صورت حال سے نمٹنا چنداں مشکل نہ ہوتا۔ لیکن صدر یلسن کی مسلسل بگڑتی ہوئی صحت ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ انہیں رواں سال میں دو بار دل کا دورہ پڑ چکا ہے۔ چنانچہ یہ خدشات ایک بار پھر سر اٹھا رہے ہیں کہ مسلسل بیمار رہنے والے صدر روس کے گوناگوں مسائل سے کیونکر عہدہ برآ ہوں گے؟

دوسری طرف چیچنیا میں جاری جنگ طوالت پکڑتی جا رہی ہے۔ صدر بورس یلسن نے ۲۰ ماہ قبل چیچنیا پر فوج کشی کرتے وقت کہا تھا کہ دو تین گھنٹوں کی کارروائی میں چیچن "تخریب کاروں" پر قابو پا لیا جائے گا۔ مگر جنگ کو دو سال ہونے کو ہیں اور تاحال روسی فوج چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی پر بھی کنٹرول حاصل نہیں کر سکی ہے۔ دونوں جانب سے بھاری جانی اور مالی نقصان ہو رہا ہے۔ روس کی پہلے سے ناگفتہ بہ معیشت پر چیچنیا کی جنگ اضافی بوجھ ہے۔ یہ تنازعہ صدر یلسن کے لیے test case بن گیا ہے۔ لگتا ہے صدر یلسن نے مسئلہ چیچنیا سے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا، اور صحیح طور پر چیچنیا کے خلاف عسکری کارروائی کے مضمرات کا ادراک نہیں کر سکے تھے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ تنازعہ کے حل کے سلسلہ میں کیا لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں؟ چیچن بحران سے نپٹنے کے سلسلے میں صدر یلسن کی مستقبل کی حکمت عملی سے یہ اندازہ ہو سکے گا کہ صدارتی انتخاب سے قبل چیچن رہنما سلیم خان یاندر بائیف سے ان کی ملاقات اور جنگ بندی معاہدے پر دستخط کیا ان کی انتخابی ضرورت تھی؟ یا کیا وہ صدقِ دل سے مذاکرات کے ذریعے تنازعہ کے پُرامن حل کی دریافت چاہتے ہیں؟

دوسری طرف روس میں لوگوں کا معیار زندگی مسلسل گر رہا ہے۔ ملک کے اندر صنعتیں اور کارخانے ٹھپ ہو رہے ہیں۔ روس اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے زیادہ تر مغربی امداد پر انحصار کرنے لگا ہے۔ مغرب بھی تکنیکی اور صنعتی اعتبار سے اسے مفلوج رکھنے کے لیے اسے مسلسل اقتصادی امداد کا محتاج رکھنے کے پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ مزید برآں وہ روس کو اشیائے صرف سستے داموں فروخت کر رہا ہے تاکہ روسی صنعت کو سنبھالا دینے کی کوششوں کو سبوتاژ کیا جا سکے۔ نتیجتاً روس کے کارخانے اور صنعتیں رو بہ زوال ہیں۔ زرعی نظام تباہی کے کنارے پہنچ چکا ہے۔ بھاری صنعتوں کے لیے نہ توانائی دستیاب ہے اور نہ ہی بار برداری کے وسائل۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ دودھ، انڈے اور گوشت تک یورپ سے منگوائے جا رہے ہیں۔ ہر چیز باہر سے آرہی ہے۔ ماسکو میں روٹی فروخت کرنے والی عورت یہ آواز لگاتی ہے "امریکی روٹی ہے"۔ اشیاء ضروریہ کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ لوکل کال کے چارجز ۱۵۰۰ روبل تک پہنچ چکے ہیں۔

جرائم میں خوفناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ لوٹ مار، قتل وغارت اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں عام ہیں۔ زنا بالجبر اور عصمت فروشی آئے روز کا معمول ہیں۔ صرف ماسکو میں ۱۹۹۴ء کے دوران زنا بالجبر کے ۱۴۵۰۰ مقدمات درج کرائے گئے۔ ۱۹۹۵ میں بھی تناسب یہی رہا۔ یہ واقعات زیادہ تر ۸ سال کی بچیوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار ان کیسوں کے ہیں جو رجسٹر کرائے گئے ہیں۔ اس طرح کے واقعات کی حقیقی تعداد کہیں زیادہ ہو سکتی ہے۔ ۸۰ فیصد کیس رجسٹر ہی نہیں کرائے جاتے۔ معاشی زبوں حالی کی وجہ سے عصمت فروشی عام ہے۔ روسی معاشرہ شراب نوشی کی دلدل میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ ۱۹۹۴ کے دوران شراب نوشی سے ۴۰ سے ۵۰ ہزار تک اموات واقع ہوئی ہیں۔ تقریباً اتنی ہی تعداد میں لوگ خودکشی کرتے ہیں۔ خودکشی کرنے والوں میں زیادہ تر ۱۵ سے ۲۳ سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں اور ۶۰ سال سے زائد عمر کے بزرگ شامل ہیں۔

یہ ہے روس کی معاشی اور اخلاقی صورت حال کی ایک جھلک۔ ان حالات میں صدر بورس یلسن مزید چار سال کے لیے اگر عہدہ صدارت پر فائز بھی ہو گئے تو دیکھنا یہ ہوگا کہ وہ روس کو معاشی اور معاشرتی پستی سے نکالنے میں کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں اور ماضی کی ایک سپر طاقت کو اس کی کھوئی ہوئی ساکھ لوٹانے کے لیے وہ کس قسم کی پالیسیاں اختیار کرتے ہیں؟